© rasailojaraid.com

عثمان توران

ثروت صولت

پروفیسر عثمان توران مرحوم جن کا اسی سال جنوری میں استنبول میں انتقال ہوا ہے ترکی کے ایک ممتاز مورخ، محقق اور دانشور تھے۔ وہ کئی مرتبہ پاکستان بھی آئے تھے۔ غالباً انھوں نے فروری ۱۹۶۸ء میں اسلام آباد میں ہونے والی نزول قرآن کانفرنس میں بھی شرکت کی تھی اور ''اسلام اور ترک،، کے موضوع پر ایک مقالہ پڑھا تھا جو کانفرنس کی روئداد میں شامل ہے۔ صدر جودت صونائی کے ساتھ جو وفد پاکستان آیا تھا اس میں بھی عثمان توران شامل تھے۔

پروفیسر عثمان توران ۱۹۱۴ء میں بحیرہ اسود کے ساحلی شہر ترابزون میں پیدا ہوئے تھے۔ ۱۹۳۸ء میں انقرہ یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ و جغرافیہ سے سند حاصل کی اور اس کے بعد اسی یونیورسٹی میں تحقیقی کام شروع کر دیا۔ ۱۹۴۰ء میں وہ ریڈر اور ۱۹۵۱ء میں پروفیسر ہو گئے۔ عثمان توران اپنی مادری زبان ترکی کے علاوہ عربی، فارسی، فرانسیسی اور انگریزی زبانوں سے بھی واقف تھے اور ایک ترک اہل قلم سنور ایاشلی (Ayasli) کے الفاظ میں ''وہ ایک عظیم مورخ، عظیم مجاہد اور عظیم مفکر تھے،،۔(۱)

عثمان توران مرحوم اہل قلم ہونے کے ساتھ ساتھ سیاست داں بھی تھے۔ ڈیموکریٹ پارٹی کے دور حکومت میں سیاسی میدان میں داخل ہوئے۔ وہ ڈیموکریٹ پارٹی کے ممتاز رہنماؤں میں سے تھے اور عدنان میندریس مرحوم کے آخری دور حکومت میں ۱۹۵۹ء میں ترابزون سے ترکی پارلیمنٹ کے ممبر منتخب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوئے ۔ اس کے بعد وہ عدالت پارٹی کے رہنما کی حیثیت سے دو مرتبہ اور ترکی پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے ۔ مجموعی طور پر وہ ۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۹ء تک کل دس سال ترکی پارلیمنٹ کے رکن رہے ۔ عثمان توران صحافی بھی تھے ۔ عدالت پارٹی کے دور حکومت (۱۹۶۵ء تا ۱۹۷۱ء) میں روزنامہ ''ینی استنبول'' کے رئیس التحریر رہے ۔

وزیر اعظم عدنان میندریس سے ان کے قریبی تعلقات قائم تھے اور وہ مرحوم وزیراعظم کے بڑے مداح تھے ۔ انھوں نے عدنان میندریس کے کارناموں کا ایک مضمون میں ذکر کیا ہے ۔(۲)

عثمان توران کا نظریہ تھا کہ کوئی اصلاح اس وقت تک پائدار ثابت نہیں ہوسکتی جب تک اس کے حق میں لوگوں کے ذہنوں اور دلوں میں تبدیلی پیدا نہ کردی جائے ۔ چنانچہ عدنان میندریس کے آخری دور میں اعلی دینی تعلیم کے جو مدرسے ''Yuksek Islam Enstitüsü'' کے نام سے قائم کئے گئے تھے ان کے پس پشت عثمان توران کے نظریات بھی کام کر رہے تھے ۔ ایک مرتبہ عدنان میندریس نے عثمان توران سے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ میں ایک مسجد کی تعمیر کرکے کمیونزم کے خلاف ایک قلعہ تعمیر کر رہا ہوں ۔ اس پر عثمان توران نے جواب دیا کہ جناب عالی ''ان عمارتوں کے بلند مرتبہ ہونے میں تو کوئی شبہہ نہیں لیکن یہ بے جان شے ہیں ۔ ضرورت اس کی ہے کہ یہ قلعے انسانوں کے دلوں اور شعور میں قائم کئے جائیں ۔ ان عمارتوں میں بھی زندگی اسی وقت پیدا کی جا سکے گی ۔'' عدنان میندریس نے جواب دیا کہ ''اس مقصد کے لئے ہم اعلی اسلامی تعلیم کے مدرسے قائم کریں گے ۔(۳) آج کل ترکی میں اعلی اسلامی تعلیم کے مدرسوں کی تعداد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چھ تک ہوگئی ہے ۔ لیکن اس سلسلے کا پہلا مدرسہ عدنان مینڈریس کے آخری دور میں ۱۹۵۹ء میں استنبول میں قائم ہوا تھا ۔(۴)

عدنان مینڈریس سے یہ قریبی تعلق عثمان توران مرحوم کے لئے بہت مہنگا ثابت ہوا ۔ ۲۷ مئی ۱۹۶۰ء کو جب فوج نے عدنان مینڈریس کی حکومت کا تختہ الٹ دیا تو عثمان توران کو بھی گرفتار کر لیا گیا ۔ انھیں یسی ادہ نامی جزیرہ میں جہاں عدنان مینڈریس اور ان کے ساتھیوں پر مقدمہ چلایا گیا تب بازنطینی دور کے ایک تاریک قید خانہ میں قید کر دیا گیا ۔ اس قید خانہ کا فرش اتنا نشیب میں تھا کہ جب سمندر میں پانی بڑھتا تھا تو عثمان توران کو گھٹنوں گھٹنوں تک پانی میں کھڑا رہنا پڑتا تھا ۔ قید کے زمانے میں وہ مختلف مصائب اور تکالیف کا شکار رہے ۔ اور جب وہ قید سے رہا ہوئے تو ان کی حالت اتنی خستہ ہو چکی تھی کہ ان کے ایک عزیز منور اباشلی کا یہ خیال تھا کہ اب وہ زیادہ مدت زندہ نہیں رہ سکیں گے ۔ (۵) قید سے رہائی کے بعد وہ کچھ مدت باسفورس کے کنارے بیلربے نامی محلہ میں منور اباشلی کے پاس مقیم رہے اس کے بعد انقرہ چلے گئے ۔ پارلیمنٹ کی رکنیت کے زمانے میں وہ زیادہ تر انقرہ ہی میں رہتے تھے ۔ آخر میں وہ استنبول آگئے تھے ۔ جہاں ان کا قیام عبدالعزیز پاشا سوکاک، نمبر ۶ بستانچی میں تھا ۔ ۱۸ جنوری ۱۹۷۸ء کو جب عثمان توران کا انتقال ہوا تو وہ استنبول ہی میں تھے ۔ نماز جنازہ تاریخی مسجد جامع فاتح میں ظہر کی نماز کے بعد پڑھی گئی اور اس کے بعد ان کو یحیٰ آفندی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا ۔(۶)

عثمان توران مرحوم خلق پارٹی کے سیکولرازم کے مخالف اور اسلامی فکر کے علمبردار تھے ۔ عصمت پاشا نے جب ۱۹۶۶ء میں سعید نورسی کی تحریک کے خلاف مہم چلائی اور عدالت پارٹی پر نور طلبہ کا آلہ کار ہونے کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الزام لگایا تو ۲۱ جون ۱۹۶۶ء کو روزنامہ ینی استنبول کے اداریے میں اس الزام کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ عصمت پاشا کی یہ مہم نوری تحریک کی مخالفت کے پردے میں تمام دینی عناصر کے خلاف ایک تحریک ہے۔

ماہنامہ سونمیز (Sönmez) استنبول میں انھوں نے اپنے نقطہ نظر کی وضاحت اس طرح کی ہے:

"اسلام اور ترک قومیت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہ دونوں چیزیں ترکوں کے لئے موت و زیست کا مسئلہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک ہزار سال کی مدت میں ہماری تاریخ، ادب، زبان، آرٹ، کلچر، اخلاق روایات اور ہمارا لوک ادب اسلام کے خمیر کے ساتھ اس طرح گندھ گیا ہے کہ ترکوں کو اسلام سے محروم کرنا نہ صرف یہ کہ ایک بیہودہ عمل ہے بلکہ ترکوں کے قومی وجود کو ختم کرنے اور ان کے ساتھ غداری کرنے کے مترادف بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترک قوم کے دشمن ترک قوم پرستی کے جذبہ کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس کے لئے پوشیدہ اور کھلے دونوں طریقے استعمال کر رہے ہیں۔ ایک ہزار سال کی تاریخ شاھد ہے کہ مشرق وسطی، یورپ اور جنوبی روس میں جو ترک قبائل اسلام کے دائرے میں نہیں آئے وہ بعد میں ترک بھی نہیں رہے۔ اس کے بر خلاف اناطولیہ میں رہنے والے ترکوں نے اسلام کی روح اور ملی قوت کو ملا کر اپنا وجود قائم رکھا۔(۷)"

تصانیف:

عثمان توران ایک کثیر التصانیف مصنف تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی میں ایک سو سے زیادہ کتابیں اور کتابچے لکھے۔(۸) تاریخ اور ترکی کے اجتماعی مسائل ان کے خاص موضوع تھے۔ عثمانی دور سے قبل ترکی کی تاریخ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خصوصاً سلجوقی دور کی تاریخ پر انھوں نے بیش قیمت تحقیقی کام کیا اور ترکی کی تاریخ کے اس تاریک دور کے کئی گوشوں کو روشن کیا۔ ان کی تاریخی کتابیں جدید معیار پر پوری اترتی ہیں اور سلجوقی دور پر بہترین ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

ترکی میں قیام جمہوریت کے بعد اناطولیہ میں عثمانی دور سے قبل کی تاریخ پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ اس مقصد کے لئے انقرہ میں سلجوقی تاریخ اور مدنیت کا انسٹی ٹیوٹ قائم ہے جس کی طرف سے سلجوقلوا راشترسا درینگی (۹) (سلجوقیوں کے بارے میں تحقیقات کا رسالہ) کے نام سے ایک رسالہ بھی شائع کیا جاتا ہے۔ اس ادارے اور ترکی تاریخ کے ادارے Türk Tarih Kuru کے تحت جن محقق حضرات نے عہد عثمانی سے قبل کی تاریخ پر تحقیقی کام کیا ہے اس میں مکرمین خلیل ینانچ (۱۰) متوفی ۱۹۶۲ء، اسماعیل حقی اوزون (۱۱) چارشلی (پیدائش ۱۸۸۹ء)، احمد رفیق آلتنائے (۱۲) (۱۸۸۰ء تا ۱۸۳۷ء)، ابراہیم قفس اوغلو (۱۳)، فاروق سومیر (۱۴)، محمد آلتائے کوئمن (۱۵) (پیدائش ۱۹۱۶ء)، یشر یوجل (۱۶) اور ڈاکٹر این۔ کائماز (۱۷) کے نام قابل ذکر ہیں عثمانی دور سے قبل اناطولیہ کے ترکوں کے بارے میں ان تمام محققین کے کام بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ سلجوقی دور پر سب سے زیادہ مفصل اور مکمل تحقیقی کام پروفیسر عثمان توران نے انجام دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان کو ترکی کے سلجوقی دور پر ایک سند کی حیثیت حاصل ہے اور اس دور سے متعلق ان کی بعض کتابوں کا انگریزی اور فرانسیسی میں بھی ترجمہ ہوگیا ہے۔ (۱۸)

عثمان توران مرحوم کی چند اہم کتابیں حسب ذیل ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۱) ترک اناطولیہ میں، تعداد صفحات ۶۱

(۲) سلجوقی اور اسلام، صفحات ۲۰۶

(۳) سلجوقیوں کی تاریخ اور ترک اسلام مدنیت

(۴) ترکی کے سلجوقیوں کے بارے میں رسمی وثیقے (متن، ترجمہ اور تنقید ۱۹۵۸ء

(۵) سلجوقیوں کے دور میں ترکی (استنبول ۱۹۷۱ء) صفحات ۵۰۷

(۶) مشرقی اناطولیہ کی ترک ریاستوں کی تاریخ، صفحات ۲۷۵

(۷) عالمی حکومت کے ترکی نظریہ کی تاریخ (تورک جہان حاکمیت مفکورہ سی تاریخی) صفحات ۶۶۲

(۸) ترکی میں معنوی (روحانی) بحران۔ دین اور سکیولرازم (القرہ ۱۹۶۴ء) تعداد صفحات ۲۹۶

(۹) ترکی میں کمیونزم کے سر چشمے

مستقل کتابوں کے علاوہ عثمان توران کے لاتعداد مقالے اور مضامین بھی ہیں۔ ترکی زبان کی اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں انھوں نے ترکی کے سلجوقی حکمرانوں سے متعلق کئی اہم مقالے لکھے ہیں مثلاً

سلیمان شاہ، کیخسرو اول، کیخسرو دوم، کیکاؤس اول، کیقباد اول و دوم، قلج ارسلان اول اور دوم۔

سلجوقیوں کے دور میں ترکی:

ترکی کے سلجوقی دور سے متعلق عثمان توران کی سب سے اہم اور جامع کتاب "سلجوقی لرزماننده ترکیه" (ترکی سلجوقیوں کے دور میں ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ ۱۰۷۱ء میں ملاز کرد کی فیصلہ کن جنگ سے، جس نے اناطولیہ کو ایک خالص ترک وطن میں تبدیل کر دیا، ۱۳۱۸ء تک ترکی کے سلجوقی دور کی تاریخ ہے۔ ۱۹۷۱ء میں پہلی مرتبہ توران نشریات یوردو، استنبول سے شائع ہوئی۔ کتاب ایک تعارف اور چودہ ابواب پر مشتمل ہے تعارف کے ۳۲ صفحات کو چھوڑ کر ۷۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

۶۵۷ صفحے سے ۷۵۲ صفحے تک اہم تاریخوں، شجروں، سلجوقی دور کے شہروں کے نام، کتابیات (صفحہ ۶۹۱ تا ۷۰۱) اور انڈکس پر مشتمل ہیں۔ یہ کتاب جنگ ملاز کرد کے نو سو سالہ جشن کے موقع پر شائع کی گئی تھی۔ کتاب میں صرف مشرقی ماخذ سے مدد لی گئی ہے۔ سلجوقی دور کے ممتاز مورخ ڈاکٹر محمد الناتی کوئمن نے کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''اناطولیہ کے ایک ترک وطن بننے کی نو سوویں سالگرہ کے مبارک موقع پر اس کتاب کی تکمیل پر پروفیسر عثمان توران کا شکریہ ادا کرنا ہر اس ترک پر واجب ہے جو اپنے وطن سے محبت کرتا ہے اور اس کی بقاء اور استحکام کا آرزو مند ہے۔''(۱۹)

حواشی

۱۔ روزنامہ ''ینی آسیا'' (استنبول) ۳ فروری ۱۹۷۸ء

۲۔ ماہنامہ سونمیز (Sönmez) مارچ، اپریل ۱۹۷۱ء

۳۔ ماہنامہ سونمیز (استنبول) مارچ، اپریل ۱۹۷۱ء

۴۔ ماہنامہ The Ummah (لندن) جون، جولائی ۱۹۷۶ء۔ صالح طوغان کا مضمون Islam in Turkey

۵۔ روزنامہ ینی آسیا (استنبول) مورخہ ۳ فروری ۱۹۷۸ء

۶۔ روزنامہ ینی آسیا (استنبول) مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۷۸ء

۷۔ سونمیز (Sönmez) مارچ، اپریل ۱۹۷۱ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۹۷

۸- ینی آسیا مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۷۸ء

۹- Selcuklu Arastirna Dernegi

۱۰- Mukrimin Halil Yinamc اناطولیہ کی فتح پر ایک کتاب کے مصنف تھے۔

۱۱- Üzüncarsili بنیادی طور پر عثمانی دور کی تاریخ کے محقق ہیں لیکن انھوں نے اق قویونلو اور قرہ قویو نلو ترکوں کی تاریخیں بھی لکھی ہیں۔

۱۲- Altinay موجودہ صدی کے بہت بڑے، ترک مورخ ہیں۔ ان کی بیشتر کتابیں عثمانی دور سے متعلق ہیں لیکن وہ اناطولیہ کے ترک قبیلوں سے متعلق ایک کتاب کے مصنف بھی ہیں جو ۹۶۶ء تا ۱۲۰۰ء کی مدت کی تاریخ ہے۔

۱۳- Ibrahim Kafesoglu ''ملک شاہ کے دور میں سلجوقی سلطنت،، نامی کتاب کے مصنف ہیں۔

۱۴- Faruk Sümer قرہ قویونلو ترکوں کی تاریخ کے مصنف ہیں۔

۱۵ Altay Köymen (پیدائش ۱۹۱۶ء) سلجوقی دور میں ترکی کی تاریخ اور عظیم سلجوقی سلطنت نامی کتاب کے مصنف ہیں۔

۱۶- Yasar Yücel سیورس کے ادیب حکمران ''قاضی برہان الدین احمد،، کی حکومت کی تاریخ کے مصنف ہیں۔

۱۷- N. Kaymaz سلجوقی وزیر معین الدین پروانہ کی سوانح کے مصنف ہیں۔

۱۸- روزنامہ ینی آسیا (Yeni Asya)، استنبول۔

۱۹- Biblioyografya جولائی ۱۹۷۲ء انقرہ۔

© rasailojaraid.com